© rasailojaraid.com

ادبیات

مُسافرِ ابدی
گاندھی جی کی یاد میں

(از جناب روشؔن صدیقی)

اس نظم کی نسبت یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ میں نے اس میں گاندھی جی کے متعلق اپنے صرف وہ تاثرات اور محسوسات قلبند کرنے کی کوشش کی ہے جو مجھکو وردھا میں کئی روز تک ان کی صحبت میں رہنے اور اُن کی عظیم شخصیت کا بہت قریب سے مطالعہ کرنے سے حاصل ہوئے شاعرانہ اندازِ بیان سے قطع نظر میں نے گاندھی جی کو جیسا پایا اسی طرح ان کو اس نظم میں پیش کیا ہے۔ مبالغہ پردازی اور فسانہ طرازی کو اس میں ذرا دخل نہیں ہے۔

"روشن صدیقی"

مسافرِ ابدی کی نہیں کوئی منزل
یہاں قیام کیا، یا وہاں قیام کیا

تری وفا نے بڑے مرحلے کئے آساں
فروغِ صبح کو تو نے شریکِ شام کیا

صنم کدوں میں بڑھا اعتبارِ اہلِ حرم
حرم نے دیر نشینوں کا احترام کیا

حیات کیا ہے محبت کی آگ میں جلنا
یہ راز بھی ترے سوزِ وفا نے عام کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹھا اٹھا کے حجاباتِ چہرۂ منزل
مسافرانِ صداقت کو تیز گام کیا

یہ سوچ کر، کہ محبت ہے روح کا آرام
سکوں کو مائلِ بے ثباتیٔ دوام کیا

سمجھ لیا کہ ملامت ہے آبروئے وفا
نہ بھول کر کبھی سودائے ننگ و نام کیا

ملا جو دستِ حوادث سے زہر بھی تجھ کو
بڑے خلوص سے تو نے شریکِ جام کیا

گزر کے دانشِ حاضر کے آسمانوں سے
بلند سادگیِ عشق کا مقام کیا

وہ درد تیری خموشی میں تھا نہاں جس نے
سکوتِ ناز کو آمادۂ کلام کیا

صلہ تھا تیری ریاضت کا صبحِ آزادی
وہ صبح جس کو غلاموں نے ننگِ شام کیا

ابھی تو گوش بر آواز تھی بھری محفل
کہاں یہ تو نے کہانی کا اختتام کیا

تلاشِ حق سے فروزاں تھی کائنات تری
اسی تلاش میں گم ہو گئی حیات تری

کمندِ وقت میں الجھا، مگر رہا آزاد
اسیر کر نہ سکا خوابِ ماسوا تجھ کو

کسی کے وہم و گماں میں بھی یہ مقام نہ تھا
پیامِ دوست بہت دور لے گیا تجھ کو

وہ جامِ درد، جو اہلِ وفا کی قسمت ہے
خوشا نصیب کہ اس دور میں ملا تجھ کو

جلالِ خدمتِ خلقِ خدا ہوا ظاہر
ترے خدا نے بڑا مرتبہ دیا تجھ کو

یہاں تو ہے ترے قاتل سے موت بھی بیزار
وہاں نصیب ہوئی منزلِ بقا تجھ کو

وہ قوم جس کو دیا حسنِ زندگی تو نے
خود اس کے خوابِ پریشاں نے کھو دیا تجھ کو

جو ناسپاس تری زندگی کے دشمن تھے
کریں گے یاد وہی مرگ آشنا تجھ کو

یہ موت بھی جو بظاہر ہے جبرِ لامحدود
نہ کر سکے گی دلِ ہند سے جدا تجھ کو

ہوئی ہے غرق تری کشتیٔ حیات جہاں
خیال نے وہیں دیکھا ہے ناخدا تجھ کو

© rasailojaraid.com